رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

ظلمتیں کافور ہو جائینگی الکدن دیکھنا | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا | میں بھی اک نورانی چہرے کے پتا رہیں ہوں

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا ۔ (الہام مسیح موعود)

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل قادیان دارالامان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے ۔ اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

جلد ۳ | مورخہ یکم اپریل ۱۹۱۶ء | شنبہ | ۲۶ جمادی الاول ۱۳۳۴ھ | نمبر ۱۰۳

مدینۃ المسیح

۱۔ خاندان نبوت وخلافت میں خیر و عافیت ہے۔

۲۔ چودھری فتح محمد صاحب ایم ۔ اے مبلغ انگلستان ۲۰ مارچ کا دیا لگا پہنچے ۔

۳۔ مدرسہ احمدیہ یکم اپریل ۱۹۱۶ء کو کھلیگا ۔

۴۔ اگلا پرچہ ڈبل ہفتہ کے روز شائع ہوگا ۔ منگل کو ایک خاص مجبوری کی وجہ سے نہیں چھپ سکیگا ۔

تصحیح مجھے افسوس ہے کہ اخبار کی کتابت میں ابھی تک بہت سی غلطیاں رہ جاتی ہیں نمبر ۱۰۱ صفحہ ۹ کالم ۱ کے اخیر میں صحیح یوں ہے " میرا وہی عقیدہ ہوتا ہے جو میری بیوی یا سسرال والوں کا ہو " یا کی بجائے " کے " غلطی سے لکھا گیا ہے ۔

اخبار احمدیہ

تحصیل موگا میں تبلیغ سلسلہ ۔ مولوی احمد بخش صاحب (جن کے ساتھ مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ نہیں ۔ بلکہ عبدالرحمٰن پیرکوٹی تھے) سکھ انند تحصیل موگا سے مظفر و منصور واپس آئے وہاں ایک ہی شخص احمدی تھا جو ۸ سال ہوئے بیعت کر کے گیا پھر یہاں نہیں آسکا ۔ مولوی نور محمد ساکن ندراں والی سے مباحثہ تھا ۔ قرب و جوار کے لوگ بھی جمع ہو گئے تھے ۔ چار پانسو کی حاضری تھی ۔ سکھ خصوصیت سے اس میں دلچسپی لیتے رہے ۔ امن کا انتظام خوب رہا ۔ مولوی احمد بخش نے پہلے عربی میں تقریر کی جس سے مخالف مولوی بہت مرعوب ہوا ۔ اور خاموش رہ گیا ۔ پھر ان کی استدعا پر تحریری مباحثہ شروع ہوا مگر غیر احمدی مولوی نے خلاف شرائط صرف آیت و بعض احادیث لکھ کر زبانی تقریر کی ۔ جس کا جواب بھی اسی طرح ڈھائی گھنٹہ میں دیا گیا ۔ اور اس کا جواب مخالف سے نہ ہو سکا ۔ اور اس نے وفات مسیح کا مسئلہ چھوڑ کر صداقت پر گفتگو شروع کر دی ۔ اور اوائل الآخرۃ پڑھنے لگا ۔ جب اسکے اشعار سے بھی اسے ملزم کیا گیا ۔ تو وہ اپنے بعض ہمراہیوں کے ساتھ مجلس سے اٹھ کر چلا گیا ۔ اکثر لوگ احمدیوں کی طرف ہو گئے ۔ اور سکھوں نے تو علی الاعلان کہا کہ ہمارے گاؤں میں اب عیسیٰ مر گیا ۔ ستائیس آدمیوں نے بیعت کی درخواست کی ۔ جن کے انگوٹھے الگ کرائے ہیں اور وہ سب حضرت خلیفہ ثانی کے حضور حاضر ہونگے ۔ اور قرب و جوار کے کئی لوگوں نے بھی وعدہ کیا کہ ہم قادیان آکر بیعت کرینگے ۔ مولوی احمد بخش و عبدالرحمان صاحبان دونوں نے صداقت مسیح موعود پر دو دن وعظ کئے ۔ اور خوب کھول کھول کر تبلیغ کی ۔ اور جس نے جو سوال کیا اس کا تسلی بخش جواب دیا ۔

دہلی میں مباحثہ

مولوی عبدالسلام صاحب نبیرہ سید نذیر حسین صاحب اہلحدیث دہلوی نے مباحثہ سے راہ فرار اختیار کی۔ باوجود خود چیلنج دینے کے اب اس سے انکار کرتے ہیں۔ اور مکان و سرکاری اجازت کی ذمہ داری ہم پر ڈالنا چاہتے ہیں۔ (۲) آریہ بھی بحث نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ آپ تناسخ پر اعتراض کریں ہم جواب دیں گے۔ ہمارا مطالبہ ہے۔ کہ پہلے تم بتاؤ۔ تناسخ کیا ہے۔ اور اس کے دلائل کیا ہیں۔ پھر ہم جواب دیں گے۔ یہ وہ نہیں مانتے ؛

بے چارے خواجہ کو چندہ دو

الفضل کا سپیشل رپورٹر لکھتا ہے ؛

رات خواجہ کا لکچر تھا۔ میں بھی وہاں پہنچ گیا تھا۔ لکچر کیا تھا۔ ایک بھول بھلیاں کا کھیل تھا۔ ایک بات کہتا تھا دس منٹ کے بعد پھر اس کی تردید کر دیتا تھا۔ اور جب کوئی امر اس قسم کا بیان کرتا۔ کہ قابل ثبوت ہوتا۔ تو صرف یہ کہکر ٹال دیتا۔ کہ اس سے تو بحث نہیں۔ کہ یہ امر جو میں بیان کرتا ہوں۔ صحیح ہے یا غلط۔ یہ میری ذاتی رائے ہے۔ ممکن ہے غلط ہو۔ ممکن ہے درست ہو۔ آخیر میں بڑا زور دیتا تھا۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ نہ رسول۔ مرزا صاحب نے جو نبی کا لفظ استعمال کیا ہے وہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت کرانے کے واسطے ورنہ ان میں صرف ۱/۴۶ حصہ نبوت موجود تھا۔ جو کہ ہر ایک مسلمان میں ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ کے ہم قائل نہیں۔ پہلے بیان کیا۔ کہ مذہب وہ سچا ہوتا ہے جس میں اختلاف نہ ہو۔ اسی اصول پر تمام مذاہب میں اختلاف ثابت کیا اور مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہ ہونا بیان کیا۔ بعد میں جب گھر کا معاملہ آیا۔ تو صاف کہدیا۔ بدقسمتی سے ہمارے اور میاں صاحب کے درمیان میں **اصولی اختلاف ہے** (یعنی احمدی سلسلہ جھوٹا ہے) بعد لکچر کے ایک نوجوان اٹھا۔ اس کو کہدیا گیا۔ کہ ہم تمہاری بات سمجھ گئے ہیں۔ بیٹھ جاؤ۔ وہ رعب میں آکر بیٹھ گیا۔ لیکن خدا کی قدرت لاہور فورمن کرسچن کالج کا ایک پروفیسر جو بعد میں کھڑا ہوا اس کو تو نہیں کہہ سکتے تھے۔ کہ بیٹھ جاؤ۔ اس نے ایک تقریر کی جس میں مفصلہ ذیل اعتراض خواجہ پر کئے ؛

۱۔ اس نے کہا۔ کہ آپ نے کھینچ تان کر مرزا صاحب کی نبوت سے انکار کیا ہے۔ لیکن پر بلا رسول۔ نبی سے انکار کر کے کیوں ہم میں نہیں مل جاتے۔ ابھی تو صرف ایک قدم آپ ہماری طرف آئے ہیں۔ نیز مرزا صاحب نے اپنی نسبت نبی کا لفظ بہت جگہ استعمال کیا ہے۔ اس کی کیا تاویل کروگے۔ نیز سب ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے لفظ سے یاد کئے جاتے ہیں۔ مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ سے یاد کئے جاتے ہیں۔ جو نبیوں کے لئے مختص ہے۔ پھر اس نے کہا۔ مرزا صاحب کا ماننا اور نہ ماننا برابر ہے۔ جبکہ نہ ماننے اور ماننے سے کچھ فائدہ نہیں اور نہ نقصان۔ پھر معترض نے کہا۔ کہ آپ دوسرے مسلمانوں کو مسلمان کہتے ہیں۔ تو ان کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ وہ اس قسم کا پیچھے پڑا۔ کہ خواجہ کو پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا۔ بس حیران تھا۔ کہ منافق آدمی کو کیا کیا مصائب آتے ہیں۔ خواجہ نے یہ بھی کہا۔ کہ ہم میں اور مسلمانوں میں اصولی اختلاف نہیں (خلیفہ اول کا فیصلہ غلط قرار دیا) کیفیات اور شخصیت میں تنازعہ ہے۔ حالانکہ اس طرح پر تو یہودیوں اور عیسائیوں سے بھی تمہارا اصولی اختلاف نہیں۔ عیسائی بھی خدا ایک ہی کہتے ہیں۔ صرف کیفیت میں تین اقنوم قرار دیتے ہیں۔ وہ بھی مسیح ثانی کی آمد کے قائل۔ تم بھی۔ عیسائی اور یہودی بھی نبی کے ظہور کے معتقد۔ تم بھی۔ فرق صرف شخصیت میں ہے۔ کیا لغو اور کچی باتیں ہیں۔ جو بکھار رہے ہیں۔ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے بھی خوب دم بند کیا۔ انہیں کہا جب تم بار بار کہتے ہو۔ کہ مدعی نبوت کاذب اور ملعون ہے تو مرزا محمود احمد اور جماعت احمدیہ کو کھلم کھلا کافر کیوں نہیں کہتے۔ مولوی محمد علی صاحب نے بہت ہاتھ پاؤں مارے۔ لیکن ؎

کہہ رہی تھی بزم میں وہ آنکھ شرمائی ہوئی
اس بھری مجلس میں کیسی سخت رسوائی ہوئی

غیر مبائعین سے مباحثہ

آج کے اخبار میں مولوی محمد علی صاحب کے ساتھ رو در رو تحریری مناظرہ کی جو منظوری چھاپی گئی ہے۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح کی اجازت سے ہے ہم نے تحریری مباحثہ تو پہلے بھی منظور کر لیا تھا۔ اور رُو در رُو تحریری مباحثہ کے متعلق مناسب جواب پچھلے الفضل میں دیدیا تھا۔ مگر حریف کو کسی قسم کے گریز کا موقعہ نہ دینے کے لئے اس کی خواہش کے مطابق رُو در رُو تحریری مباحثہ بھی منظور کر لیا ہے۔ امید ہے۔ کہ پیغام پارٹی اب راہ فرار اختیار کرنے کی کوشش نہ کرے گی۔ اور نہ کوئی بہانہ تراشیگی ؛

ایک مباحثہ :۔ کلیانپور چک ۲۴۳ سے برادر نورالدین تحریر کرتے ہیں۔ کہ ہمارے ساتھ غیر احمدیوں کی بحث ہوئی۔ دو شخص مسمیان ابراہیم ولد شرف الدین۔ نظام الدین ولد پیر بخش حضرت خلیفۂ ثانی کی بیعت میں داخل ہوئے ؛

ایک نیک نمونہ ۔ پٹیالہ سے مولوی عبدالصمد صاحب تحریر کرتے ہیں۔ کہ منشی محمد صدیق صاحب نے اپنی شادی کے موقعہ پر ایک سو پندرہ روپیہ ترقی اسلام فنڈ میں دینے کا وعدہ کیا ہے۔ جو بذریعہ اقساط ادا کریں گے۔ پندرہ روپے ادا کر دیئے ہیں۔ اور عبدالسبحان صاحب برادر خورد عبدالغنی خان نے اپنا ایک مکان مالیتی پینتالیس روپیہ ترقی اسلام کی مدد کے لئے ہبہ کر دیا ہے ؛

لنہدینہم سبلنا :۔ منشی فضلدین صاحب ڈسپنسری اسسٹنٹ بوشہر (ایران) سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ایک شخص یہاں ہمیشہ یہ کہتا رہتا تھا۔ کہ مجھے کوئی نشان ملے۔ تو میں حضرت صاحب کو مانوں۔ میں نے اسے دعا کی ہدایت کی۔ خدا کی قدرت اسے ایک مبشر خواب آیا ہے۔ ایک نورانی شکل کی زیارت ہوئی۔ جس نے کہا میں عیسیٰ ہوں۔ آسمان سے نازل ہو چکا ہوں۔ اس پر اس نے مجھے کہا ہے۔ کہ تم حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں لکھو۔ کہ میرے لئے دعا کریں۔ کہ قبول حق کی توفیق ہو ؛

ضلع گجرات میں تبلیغ :۔ ایک دوست رتمل سے تحریر کرتے ہیں۔ کہ بموجب حکم حضرت خلیفۃ المسیح حافظ غلام رسول صاحب موضع دھیر کہ د شادیوال۔ گولیکی وغیرہ تبلیغ کرتے ہوئے ۲۲ مارچ حسب پروگرام سعداللہ پور میں پہنچے۔ احباب سعداللہ پور نے گیارہ وصیتیں لکھیں اور چندہ بھی دیا۔ قریباً ۳۵ روپے مجموعی طور پر چندہ ہوا ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - مورخہ یکم اپریل سنہ ۱۹۱۶ء

کیا غیر احمدی قرآن جانتے ہیں؟

(نمبر ۶)

ہمنے اخبار الفضل میں "کیا غیر احمدی قرآن جانتے ہیں" کے ہیڈنگ سے ایک سلسلہ مضامین شروع کیا ہے جسکے پانچ نمبر نکل چکے ہیں۔ یہ سلسلہ مضامین ہم نے اس لئے شروع کیا ہے تاکہ لوگوں کو اس بات کی طرف توجہ دلائیں کہ احمد صلے اللہ علیہ وسلم (جو اللہ تعالٰے کے وعدے اور نبی کریم ؐ و دیگر انبیاء سابقین کی پیشگوئیوں کے مطابق قادیان کی بستی میں نازل ہوئے ہیں) کی جماعت ہی ایک ایسی جماعت ہے۔ جو آج روئے زمین پر قرآن دانی کا دعوے کر سکتی ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا یمسّہ الا المطہرون۔ قرآن شریف کی حقیقت کو مطہر لوگوں کے سوا اور کوئی نہیں پاتا۔ یعنی قرآن شریف کے علم فہم اس کے اسرار و غوامض پر اطلاع پانے کے لئے تقویٰ اور طہارت کی ضرورت ہے۔ اور کسی نبی کا انکار ان دونوں باتوں سے محروم کر دیتا ہے۔ اسی لئے قرآن شریف میں فرمایا۔ لا نفرق بین احد من رسلہ۔ یعنی بلحاظ رسالت کے تمام انبیاء پر ایمان لانا فرض ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت جبرائیل نے آکر نبی کریم ؐ سے سوال کیا۔ اخبرنی عن الاسلام اسلام کن باتوں پر ایمان لانے کا نام ہے۔ نبی کریم ؐ فرماتے ہیں ان تومن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر وتومن بالقدر خیرہ وشرہ۔ یہاں آپ نے سات چیزیں بیان فرمائی ہیں۔ جنمیں سے ایک یہ بھی ہے کہ جسقدر بھی انبیاء ہیں۔ ان سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ جو شخص کسی ایک نبی کا بھی انکار کرتا ہے۔ اسکے تقوے اور طہارت کا کھیت پامال ہو جاتا ہے۔ پس اسپر قرآن شریف کی اس آیت لا یمسّہ الا المطہرون کے ماتحت علوم غیبیہ کے اسرار کھلنا اور ان کا فہم اور علم عطا ہونا ناممکن ہے۔ ہمنے پچھلے نمبروں میں مولوی ابو الکلام (جو غیر احمدیوں میں بلحاظ اپنی زباندانی انشاء پردازی اور اپنے مضامین میں قرآنی آیات کے استعمال کرنے کے ایک بڑے عالم مانے جاتے ہیں۔ اور خود بھی انہیں قرآن دانی کا بڑا دعوےٰ ہے۔ چنانچہ ان کے ترجمۃ القرآن کے اشتہار میں منیجر البلاغ ان کے علم کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے "لیکن یہ کہنا کسی طرح مبالغہ آمیز نہ سمجھا جائے گا کہ نشر و تبلیغ قرآن حکیم کی جو بنیاد اس خاندان بزرگ نے رکھی تھی۔

اس تکمیل کا شرف حق تعالےٰ نے ایڈیٹر الہلال کے لئے مخصوص کر دیا تھا۔ جنہوں نے بعض داعیان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز و بلاغت و انشاء مخصوص و فہم حقائق و معارف قرآنیہ و ضروریات و احتیاجات وقت کو ملحوظ رکھکر قرآن حکیم کا یہ اردو ترجمہ نہایت سلیس جامع فہم معنی خیز حقیقت فرما عبارت میں مرتب کیا ہے" کی چند ایسی لغزشوں پر روشنی ڈالی تھی۔ جو ایک فہم قرآن رکھنے والے انسان سے ظہور میں آنا ناممکن تھیں۔ یہ ہمنے صرف اس لئے کیا تھا۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے۔ کہ احمدی قرآن دانی کس پائے کی ہے۔ اور غیر احمدیوں کی قرآندانی کس پائے کی۔ اور دوسری ہماری یہ غرض تھی۔ کہ تا آئندہ وہ اتنا بڑا دعوے کرنے والا شخص ایسی غلطیوں کا تدارک کرے۔ اور اس سے ایسی غلطیاں سرزد نہ ہوں۔ لیکن مولوی ابو الکلام صاحب نے باوجود اس کے کہ انکو ان کی بعض غلطیاں جتائی بھی گئیں۔ اور انہیں خوب وضاحت سے لکھا بھی گیا۔ ان کا کچھ تدارک نکیا۔ اور یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ قرآن شریف کے حقایق اور معارف بیان کرتے ہوئے غلطی نکریں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی بھی تو پوری ہونی ہے آپ فرماتے ہیں۔ یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالم اتخذ الناس رؤساجھالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا۔ معارف تو درکنار نبی کریم ؐ کی حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ علماء علم ظاہری سے بھی ناآشنا ہو جائینگے۔ چنانچہ معارف و حقائق قرآن مجید جو ابو الکلام صاحب سمجھتے ہیں ان کا بیان تو پچھلے نمبروں میں ہو چکا۔ آج کے پرچے میں آپ کی قرآنی عربی دانی ملاحظہ ہو۔ آپ البلاغ مورخہ ۔ ارمارچ باب التفسیر میں یہ آیت لکھتے ہیں ان اللہ لا یفلح الظالمون۔ قرآن شریف میں کوئی آیت نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ایک عالم غلط آیت لکھدے لیکن بلحاظ ترکیب کے اس غلط آیت کے الفاظ تو غلط نہیں ہو سکتے۔ ہم اس بات پر کوئی نوٹس لینے کے لئے تیار نہ ہوتے۔ اگر یہ کتابتاً غلط ہوتی۔ لیکن ہم حیران ہیں کہ ایک شخص اتنا بڑا عالم کہلاکر قرآن شریف کے معارف و حقایق بیان کرنے کا مدعی ہو کر عربی زباندانی کے لحاظ سے بھی اتنا نہیں جانتا کہ ان اللہ لا یفلح الظالمون صحیح فقرہ نہیں۔ کیونکہ مفعول منصوب ہوا کرتا ہے۔ اور ظالمون مرفوع ہے یعنی یفلح کا متعدی ہونا اگر ثابت ہو جائے۔ تو پھر لا یفلح الظالمین چاہیئے تھا یہ بھی خیال ہو سکتا تھا کہ کاتب کی غلطی سے ظالمون لکھا گیا ہو۔ لیکن یہ پردہ پوشی بھی کام نہیں آسکتی۔ مولوی موصوف اسکے معنے کرتے ہوئے بھی ظالمون کے معنے ظالمین کے ہی کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ اس آیت کے معنے کرتے ہیں۔ خدا ظلم والوں کو فلاح نہیں دیتا۔ پھر اسی مضمون کے دوسرے صفحہ پر یہ آیت تو صحیح لکھی ہے یعنی انہ لا یفلح الظالمون۔ مگر آپ یہ سمجھکر کہ انہ میں ہ ضمیر شان ہے۔ خدا تعالےٰ کو فاعل بناتے ہیں اور ظالموں کو مفعول اور معنے لکھتے ہیں۔ اللہ کبھی ظالموں کو فلاح نہیں دیتا حالانکہ یہ لازم ہے۔ متعدی نہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں سب جگہ لازم ہی استعمال ہوا ہے۔ اور اس آیت کے صحیح معنی یہ ہیں بات یہ ہے کہ ظالم لوگ فلاح نہیں پاتے۔ اور ترکیب اس آیت کی یہ ہے کہ ان حرف مشبہ بفعل ہے اور ہ ضمیر شان منصوب محلاً اس کا اسم ہے۔ لا حرف نفی یفلح فعل مضارع معروف لازم ہے۔ ال موصول حرفی منقول الاعراب اور ظالمون صیغہ جمع مذکر سالم اسم فاعل ہے مرفوع باعراب منقول ہو جسمیں ضمیر مستتر راجع بطرف موصول فاعل ہے۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر مرکب ناقص صورۃً جملہ فعلیہ معناً صلہ موصول اپنے صلہ سے ملکر فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ صغریٰ مرفوع محلاً خبر ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ کبریٰ ذات الوجہین۔ ہمیں مولوی صاحب موصوف کی اس قرآن دانی اور علم پر تعجب آتا ہے۔ قرآن شریف کی آیات کو عربی زبان کے لحاظ سے صحیح نہیں لکھ سکتے پھر نہ صرف لکھنے میں غلطی کرتے ہیں بلکہ اس کے معنے بھی غلط ہی لکھتے ہیں یہ وہ حالت ہے جو اسوقت ہندوستان کے مسلمانوں کے ایک بڑے مسلمہ عالم کی ہے قرآن شریف کا یہ علم رکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایسے وقت میں کسی قرآن سکھلانیوالے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان عالموں کی یہ قرآن دانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ

الاسلام

اسلام تمام دُنیا کیلئے

اسلام کا یہ دعوےٰ ہے کہ وہ تمام دنیا کے لئے ہے۔ تمام دنیا کے لئے اس میں ہدایت کا سامان موجود ہے اور اب تمام دنیا کے لوگ صرف اسی مذہب پر چلکر اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکتے ہیں جیسے کہ قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا۔ اسلام جہاں اپنی صداقت کے لئے اور بڑی بڑی دلیلیں رکھتا ہے وہاں ایک بڑی زبردست دلیل یہ بھی ہے۔ کہ قرآن شریف فرماتا ہے۔ ان من اُمۃ الا خلا فیھا نذیر۔ روئے زمین کا کوئی حصہ۔ کوئی ملک۔ کوئی براعظم۔ کوئی قوم خالی نہیں رہی کہ جسمیں نبی نہ آیا ہو ہر ایک قوم میں ہر ایک ملک میں کوئی نہ کوئی نبی گذرا ہے جو اس قوم یا اس ملک کے لوگوں کو راہ ہدایت کی طرف بلاتا رہا ہے۔

تمام دُنیا میں اتحاد کی ذمہ واری

ایک عقلمند انسان اس بات کے ماننے کے لئے مجبور ہے کہ جو مذہب اس بات کا مدعی ہو کہ تمام دنیا اُسے مانے۔ اور مان کر راہ ہدایت پر آوے وہ یہ اعلان بھی کرے کہ میں دنیا میں وہی اتحاد قائم کرنا چاہتا ہوں جو ابتدا ء عالم میں تھا جب نسل آدم ابھی اپنی عمر کے بچپن میں سے گذر رہی تھی اور اس میں اسقدر مذہب قائم نہیں ہو گئے تھے۔ بلکہ اگر ان کا کوئی پیشوا تھا تو ایک۔ اگر کوئی ہادی تھا تو ایک۔ اگر کوئی رُسول تھا تو وہ بھی ایک۔ جسکی ایک شخص تعظیم کرتا تھا سب اسکی تعظیم کرتے تھے۔ یہ نہیں تھا کہ ایک شخص اس رسول کو اچھا جانتا ہو۔ اور دوسرا اسے گالیاں دیتا ہو۔ تو جو مذہب باوجود ہزاروں ہزار فرقوں اور سینکڑوں مذہبوں کے اور مختلف پیشواؤں کے پھر وہی اتفاق قایم کرنا چاہتا ہے۔ اور اس اتحاد کی طرف بلاتا ہے جو پہلے تھا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان مختلف فرقوں اور مذہبوں کے درمیان جو آپس کے جنگ وجدل اور جھگڑوں کا موجب ہو رہی ہے جب تک وہ روک نہ اُٹھ جائے۔ اتفاق اور اتحاد قائم نہیں ہو سکتا۔

مذاہب میں اختلاف کی وجہ

مذاہب عالم کی باہمی جنگوں اور جھگڑوں کی وجہ صرف یہی ہے کہ ہر ایک مذہب کا جدا جدا پیشوا ہے۔ اور مختلف مذہبوں کے پیدا ہونے کا اگر کوئی باعث ہے تو وہ بھی یہی ہے کہ ہر ایک مذہب کا قائم کرنیوالا الگ ہے۔ اور ایک مذہب کے قائم کرنے والے کے پیرو دوسرے مذہب کے امام یا پیشوا کو جھوٹا۔ دغاباز اور فریبی سمجھتے ہیں۔ یہی ایک سبب ہے جو دنیا میں مذہبوں کے تفرقے کا سبب ہے اگر آریہ ہیں تو وہ اس بات کے مدعی ہیں کہ دنیا کے دوسرے مذاہب کے پیشوا تمام کے تمام غلط کار تھے۔ اگر عیسائی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ تمام مذہب جھوٹے اور ان کے پیشوا جھوٹے سچے ہیں تو ہم ہیں۔ اب کسطرح ایک دوسرے مذہب کا شخص جو اپنے پیشوا کو سچا۔ برحق اور راستباز مانتا ہے۔ اور اسے اس بات کا ناز ہے کہ اس کا پیشوا خدا کا پیارا ہے۔ اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ وہ اس مذہب میں داخل ہو جائے جو اس کے پیشوا کو گالیاں دیتا ہے۔

دینی رشتہ دنیاوی رشتہ سے بڑھ کر

دنیا میں دو قسم کے رشتے ہیں۔ دنیاوی رشتہ جو انسان کو ماں باپ سے ہوتا ہے اور دوسرا روحانی رشتہ جو ایک شخص کو اپنے روحانی باپ رُسول سے ہُوا کرتا ہے۔ رشتہ دوم رشتہ اول سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ انسان رُسول کے حکم کی فرمانبرداری کے لئے ماں باپ۔ بیوی۔ بھائی۔ بہنوں سے قطع تعلق کر لیتا ہے۔ اور ان سے جنگ کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ مسلمانوں پر یہ بات مخفی نہیں یہ وہی رشتہ ہے جس نے مکہ والوں کو مکہ والوں سے لڑوا دیا۔ باپ کو بیٹے کا دشمن بنا دیا۔ بیٹا باپ کی گردن اُتارنے کے لئے اور باپ بیٹے کی گردن اڑانے کے لئے میدان میں نکلا۔ عیسائیوں سے بھی یہ بات مخفی نہیں۔ کیونکہ مسیح اپنے شاگردوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ جبکہ اسکی ماں اور کچھ اور رشتہ دار آئے کسی نے یسوع کو کہا کہ باہر تیری ماں تجھے بُلاتی ہے۔ اس نے کہا کہ میرا کوئی رشتہ دار نہیں۔ اور پھر شاگردوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میرے رشتہ دار تو یہ ہیں۔ غرض دینی رشتہ دنیاوی رشتہ سے بہت مضبوط ہوتا ہے لیکن دنیاوی رشتہ داری بھی کوئی معمولی رشتہ داری نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ کوئی بیٹا کسی موقعہ پر اپنے باپ کی عزت پر فرق آنے نہیں دیتا۔ کوئی شخص اگر اسکے باپ کو گالی دے تو وہ مرنے مارنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے تو دینی رشتہ داری تو بدرجہ اولیٰ انسان کو اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ انسان اس شخص کا مُنہ نہ دیکھے جو اس کے رُسول کو گالیاں دیتا ہے۔ اور جھوٹا فریبی اور دغاباز کہتا ہے۔

دونو رشتوں کا قیام بڑوں کی عزت پر ہے

واقع میں یہ کسطرح ہو سکتا ہے کہ ایک ایسا شخص جو کسی اپنے پیشوا کی دل سے عزت کرتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے۔ ایسے مذہب میں جانا پسند کرے جو اس کے اس روحانی باپ کو گالیاں دیتا ہو۔ ایسا مذہب جو دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کو گالیاں دیتا ہے۔ اور انہیں جھوٹا فریبی اور دغاباز ٹھہراتا ہے کسطرح ممکن ہے کہ ان لوگوں کو بھی اپنے اندر جذب کرلے جو دلی محبت کے ساتھ اپنے رسول اپنے پیشوا کی عزت اور عظمت کرتے ہیں۔ ایسے شخصوں کا اپنے اندر جذب کرنا۔ اور ان کو اس اتفاق شامل کر لینا ایک ہی طریق سے ہو سکتا ہے کہ ان کے روحانی رشتہ داروں کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ دنیاوی اتفاقوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اتفاق بنتے بناتے ٹوٹ جاتے ہیں۔ جن میں ہر ایک اپنے بڑوں کی تو عزت کرے۔ اور دوسرے کے رشتہ داروں کو حقیر جانے اسطرح یہ اتفاق دینی بھی جسکو اپنے اندر لیگا۔ اسکے رشتہ داروں کی عزت لازمی طور پر کرے گا۔ کیونکہ اسی صورت میں یہ اتفاق قائم رہ سکتا ہے۔ ورنہ اور کوئی صورت ایسے اتفاق کی نہیں۔

اسلام نے اس اصل پر عمل کیا!

اسلام نے جب مختلف مذاہب کے لوگوں کو اس اتفاق کے لئے بلایا۔ تو اس نے اس روک کو سب سے پہلے اُٹھایا۔ اور فرمایا۔ ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ کہ جب ہم تمہیں انی رسول اللہ الیکم جمیعًا

(محمد رسول اللہ تم سب کی طرف رسول ہے۔ اور جو مذہب لایا ہے وہ تم سب کے لئے ہے۔ اسکے احکام کی پابندی اب تم سب کے لئے ضروری ہے) کے اتفاق کے لئے بلاتے ہیں تو ساتھ ہی ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تمہارے سب کی طرف بھیجے جانے سے یہ مطلب نہیں۔ کہ تمہاری طرف ۔۔ کوئی رسول آیا ہی نہیں تھا۔ اس سے پہلے بھی ہم نے رسول بھیجے ایک دو نہیں بھیجے۔ بلکہ تمام دنیا کی قوموں تمام ملکوں میں بھیجے اور اب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آنے سے یہ مطلب نہیں کہ اب انہیں رسول نہ مانا جائے یا وہ رسالت کے درجے سے گر گئے۔ بلکہ فرمایا۔ لا نفرق بین احد من رسلہ جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مانے ہیں۔ بلکہ بلحاظ نفس رسالت ایک جیسا رسول مانتے۔ تو اسلام نے اسطرح ہر ایک دوسرے مذہب کے اسلام میں آنیوالے کے لئے اسکی پہلی رشتہ داری کو بھی برقرار رکھا ہے۔ اسکو توڑا نہیں ۔

اسلام کا امتیازی نشان

اب اسلام میں آتے ہوئے کوئی شخص جو اپنے رسول کو سچا اور خدا کا برگزیدہ سمجھتا ہے۔ نہیں رک سکتا۔ اسلام نے اس اتفاق کے لئے جسکے لئے وہ آیا ہے۔ ایسا طریق اختیار کیا ہے۔ جو اتنے بڑے عظیم الشان اتفاق کرانے والے کے شایان شان ہے۔ اور یہ طریق اختیار کرنا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام تمام دنیا کے لئے ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جتنا بڑا کام کیا جاتا ہے اتنی ہی اس کے لئے تیاری کی جاتی ہے۔ اور تیاری کے ذریعہ سے ہی کام کا پتہ لگتا ہے۔ پس اس اصول سے ہی اسلام کے دعوے کی سچائی ثابت ہو رہی ہے کہ اگر اسلام تمام دنیا کے لئے ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور تمام قوموں اور مذہبوں کے آدمیوں کو اس مذہب میں داخل ہونے کے لئے بلاتا ہے۔ تو پھر اس کے لئے اس نے اتنی بڑی ہی تدبیریں بھی کی ہیں۔ اور ان تمام روکوں کو درمیان سے اٹھا دیا جو ایک مذہب چھوڑ کر اسلام میں آنے والے کے راستے میں ہو سکتی تھیں تو اسلام کا یہ فرمانا۔ ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ اسلام کے اس دعوے کی کہ " اسلام ہی تمام دنیا کے لئے ہے " ایسی بین دلیل ہے جس کا انکار نہیں ہو سکتا دوسرے مذاہب میں یہ بات نہیں۔ دوسرے مذاہب بھی دعوے تو کرتے ہیں۔ لیکن وہ طریق نہیں بتاتے جو یہ روکیں اٹھائیں۔ جب تک یہ روکیں نہ اٹھیں۔ لوگ کسطرح اس مذہب میں داخل ہوں۔ ہر ایک شخص دعویٰ کرنے والے کی حیثیت کو دیکھتا ہے۔ دعوے کرنے کے لئے پہلے حیثیت چاہیئے۔ ایک غریب آدمی جسکے گھر میں سامان تو ہے نہیں کہ ایک آدمی کو بھی کھانا کھلا سکے۔ مگر اعلان کرے کہ آج ہم ہزار آدمیوں کو کھانا کھلائینگے۔ تو ہر ایک اسپر ہنسے گا۔ اور کوئی بھی اس کے مکان پر کھانا کھانے کی غرض سے نہیں جائیگا۔ کیونکہ ہر ایک جانتا ہے۔ اس کے پاس ایک آدمی کا تو سامان نہیں تو ہزار کو یہ کسطرح کھلا سکتا ہے۔ لیکن اگر ایک امیر لاکھوں روپوں کی جائداد والا کہے کہ آج ہم ہزار آدمی کو کھانا کھلائینگے۔ آپ لوگوں نے بھی آجانا تو سب چلے جائینگے۔ کیونکہ وہ یہ جانتے ہیں کہ اسکی یہ حیثیت ہے۔ اسی طرح اسلام کے بالمقابل دوسرے مذاہب کا حال ہے وہ ایک مفلس آدمی کی طرح کہتے تو ہیں کہ ہم تم سب کو کھانا کھلائینگے۔ لیکن ان کے اندر افلاس ہے یعنی وہ دوسرے مذاہب کے بزرگوں کی عزت نہیں کر سکتے۔ لیکن اسلام اس امیر کی طرح جو کہتا ہے کہ ہم تم کو کھانا کھلائینگے۔ کھانا کھلا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ غنی ہے وہ مفلس نہیں۔ اس کے پاس وہ دولت ہے۔ جس سے وہ ہر ایک مذہب والے کی خاطر و تواضع کر سکتا ہے۔ پس اسلام ہی تمام دنیا کا مذہب ہے۔ اور اسی کو قبول کرنا چاہیئے۔

٭

اسلام میں عورت کا درجہ

ہمعصر آریہ گزٹ لاہور کے ۲۳ مارچ کے پرچے میں "اسلام میں عورت کا درجہ" پر ایک نوٹ نکلا ہے وہ لکھتا ہے کہ وہ پہلے تو اسلام میں عورتوں کو کھیتیاں تصور کیا جاتا تھا لیکن اب عقلمند اصحاب اس اصول کو بدلتے جاتے ہیں قادیانی پرچار کی جو رپورٹیں شائع ہوتی ہیں۔ انہیں ظاہر کیا جاتا ہے کہ اسلام میں مرد اور عورت ایک طرح سے ہی مانے جاتے ہیں۔ انہیں کوئی فرق نہیں۔ عورتوں کے ساتھ کوئی کمی نہیں پھر لکھتا ہے۔ خلیفہ ثانی کا خطبہ جمعہ اسلام کی اصل حقیقت کو ظاہر کرتا ہے۔ جسمیں آپنے چار چار بیویاں کرنے کی فلاسفی بتائی۔ اور پہلی حکمت بیان کرتے ہوئے کہا۔ کہ چار عورتوں کی گواہی دو مردوں کے برابر ہوتی ہے۔ پھر لکھتا ہے "کیا یہ بات مساوات کو ظاہر کرتی ہے۔ کیا مرد اور عورت کو ایک درجہ پر دکھلاتی ہے"

اسلام تو درکنار ہندو یا عیسائی مذہب کوئی بھی مرد اور عورت میں مساوات قرار نہیں دیتا۔ اور اس کا عملی ثبوت یہ ہے کہ کبھی کوئی ہندو یا عیسائی اپنی عورت کو یہ کہتا ہوا نظر نہیں آئیگا کہ آج کھانا وغیرہ میں پکاتا ہوں۔ بچوں کو سنبھالتا ہوں۔ تو جا کر آج کچہری میں مقدمہ میں حاضر ہو آ۔ یا بازار میں جاکر فلاں شخص سے فلاں بات میں مشورہ کر آ۔ جب ہمیں یہ بات نظر نہیں آتی کہ مرد عورت کا کام کرے اور عورت مرد کا کام کرے تو پھر مساوات کیسی؟ ہمعصر موصوف کا یہ لکھنا کہ اب عقلمند مسلمان اس بات کے قائل ہوتے جاتے ہیں کہ مرد اور عورت اسلام میں مساوات کے درجے پر ہیں۔ انمیں کوئی فرق نہیں، یہ غلط ہے۔ عقلمند مسلمان تو کیا ایک جاہل سے جاہل مسلمان بھی یہ بات قبول نہیں کر سکتا۔ اور وہ اس تعلیم کو اپنے مذہب کی طرف ہرگز ہرگز منسوب نہیں کر سکتا کہ اسلام میں مرد اور عورت کو برابر قرار دیا ہے کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ یہ تعلیم تو سراسر قانون قدرت کے برخلاف ہے۔ اور ایک سچا مذہب قانون قدرت کے برخلاف تعلیم نہیں دے سکتا۔ عورت اور مرد کی برابری کیسی؟ کیا عورتیں کبھی مردوں کی بجائے فوج میں بھرتی کی جاتی ہیں۔ کوئی گورنمنٹ ایسا نہیں کرتی۔ کہ عورتیں فوج میں بھرتی کرے۔ اور مردوں کو چھوڑ دے۔ بلکہ ایسا بھی نہیں کرتی۔ کہ نصف عورتیں بھرتی کرے اور نصف مرد۔ اس لئے کہ مرد اور عورت میں مساوات ہے ہی نہیں۔ پس قادیانی مبلغ ہرگز ہرگز اس بات کی تبلیغ نہیں کرتے۔ کہ ان کے مذہب میں مرد عورت ایک جیسے ہیں باقی رہا یہ سوال کہ عورت کا درجہ اسلام میں کیا ہے۔ تو اسلام نے جو درجہ عورت کا بیان کیا ہے۔ وہ کسی دوسرے مذہب نے بیان نہیں کیا۔ اور اس درجے پر اسلام کا یہ فرمانا کہ چار عورتوں کی گواہی دو مردوں کی گواہی کے برابر ہوتی ہے۔ کچھ اثر نہیں ڈالتا۔ کیونکہ گواہی دینا حقوق نہیں کہلاتا

... ...

اگر گواہی دینا حقوق میں شامل ہوتا۔ تو پھر کہہ سکتے تھے کہ اسلام نے عورت کے حقوق کی حق تلفی کی۔ گواہی میں مضبوط دل کی ضرورت ہے جو کسی کے رعب میں نہ آدے۔ پھر عام

واقفیت کیوجہ سے بعض وقت انسان دوسرے کے رعب میں آکر جھوٹ بول دیتا ہے۔ گھبرا کر کچھ کا کچھ منہ سے نکل جاتا ہے۔ عورت چونکہ بہت کمزور دل ہوتی ہے۔ اس لئے اسلام نے دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر رکھی۔ اس برابری سے عورتوں کے حقوق پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اور یہ اعتراض کہ اسلام نے عورتوں کو کھیتی سمجھا ہے۔ غلط ہے اس آیت میں عورت کا درجہ نہیں بتایا گیا ہے۔ بلکہ اس میں مرد اور عورت کے تعلقات کی ایک بڑی غرض کو ظاہر کیا گیا ہے پس اُمید ہے کہ گذشتہ ایڈیٹر صاحب سے مخفی نہ رہے کہ از روئے اسلام مرد اور عورت میں مساوات ہے بھی اور نہیں بھی۔ وجہ ہے" ان اُمور میں جو نتائج اعمال سے تعلق رکھتے ہیں اور نہیں" ان امور میں جنمیں مساوات خلاف فطرت و منجر الی الفساد ہے۔ انتظام کے لئے ایک فریق کی برتری ضروری ہے۔ اسی لئے ارشاد ہوتا ہے۔ الرجال قوامون علی النساء۔ مرد عورتوں کے موجب ہیں۔ اور معاشرت کے لئے مساوات لازمی۔ اس لئے فرمایا۔ ولھن مثل الذی علیھن۔ جیسے عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں۔ ایسے ہی عورتوں کے حقوق مردوں پر بھی ہیں۔ ھن لباس لکم۔ عورتیں تمہارا لباس ہیں۔ اور یہ مشہور ہے کہ الناس باللباس پس معتدل تعلیم قرآن مجید و اسلام کی ہے فامنوا بہ ان کنتم ایاہ تعبدون

اسلامی اصول قبولیت عامہ حاصل کر رہے ہیں

اگرچہ موجودہ زمانہ کے مولوی لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن شریف جو بات کہتا ہے۔ وہ بے دلیل کہتا ہے۔ اور اگر ان کے سامنے قرآن شریف کی کسی بات کی دلیل مانگی جائے تو وہ فوراً کہدیتے ہیں کہ قرآن شریف جب اسطرح فرماتا ہے۔ تو پھر تم کیوں نہیں مانتے۔ دلیل مانگنا تو کفر ہے۔ خدا کا کلام کہہ رہا ہے۔ دلیل کی کیا ضرورت لیکن اگر غور سے دیکھا جائے اور قرآن شریف میں تدبر کیا جائے۔ تو قرآن شریف دلیل کے بغیر کوئی حکم نہیں دیتا یہی تو وجہ ہے کہ وہ یہودیوں اور دوسرے لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔ قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔ اگر تم سچے ہو تو دلیل لاؤ۔ تو جو کتاب دوسروں کو اسقدر ان کے دعویٰ پر دلیل کے لئے مجبور کر رہی ہے وہ خود کسطرح بغیر دلیل کے ایک بات منوانے والی ہو سکتی ہے قرآن شریف ہر ایک حکم کی دلیل رکھتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف شراب کے بارے میں حکم دیتا ہے۔ اثمھما اکبر من نفعھما یعنی شراب اور اسکے ساتھ جو دوسری چیزیں بیان ہوئی ہیں انکے اگرچہ فائدے بھی ہیں۔ کیونکہ دنیا کی کوئی چیز شر محض نہیں ہے۔ لیکن ان کے نقصان فوائد سے زیادہ ہیں۔ اسمیں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان چونکہ ہمیشہ وہ چیز پسند کرتا ہے جو فوائد کے لحاظ سے زیادہ ہو تو فرمایا کہ اسکے تو نقصان زیادہ ہیں۔ اس لئے اسے چھوڑ دو۔ چنانچہ اس آیت کی تفسیر پھر اس حدیث سے ہو جاتی ہے۔ لا تشربن خمرا فانہ راس کل فاحشۃ۔

تو اسلام نے شراب کو آج سے تیرہ سو سال پہلے اسکے نقصان کی وجہ سے بند کیا تھا۔ کیا اسلام کی شان نظر آتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کی سب سے زیادہ متمدن و مہذب قومیں آج اس بات کو محسوس کر رہی ہیں جو آج سے تیرہ سو سال پہلے اسلام نے کہی تھی۔ اور آج وہ اس بات پر مجبور ہو گئی ہیں کہ اسلام کے اس حکم کی فرمانبرداری کریں۔ جو حکم کہ ریگستان کے رہنے والے اُمّی نبی نے دیا۔ کیا صداقت ہے اس نبی کی اور کیا صداقت ہے اس کتاب کی۔ اور کیا ہی صداقت ہے اس مذہب کی جو ایسی تعلیم ہمیں دیتا ہے کہ اس تعلیم پر چلکر ہم تمام نقصانوں سے بچ جاتے ہیں۔ اسلام نے شراب کو حرام کیا۔ اسکے نقصانوں کی وجہ سے آج اس شراب کے نقصان اور اس کے نہ پینے کے فوائد دنیا کو معلوم ہوئے۔ جیسا کہ مسٹر لائڈ جارج وزیر خارجہ کے اظہار خیالات سے جو انہوں نے حال میں حامیان ٹمپرنس کے ایک ڈیپوٹیشن سے کیا۔ ظاہر ہے

"شراب خوری کے متعلق جو پابندیاں عائد کی گئی ہیں انکی بدولت شرابخوری میں ۴۰ فیصدی کی کمی ہو گئی ہے مجھے یقین ہے کہ جنگ کا خاتمہ ہونے سے پیشتر ہی اہل برطانیہ اس امر کو عملی طور پر محسوس کر لینگے۔ کہ سلطنت برطانیہ کا مستقبل شرابخوری کے سوال کے حل پر منحصر ہے۔ بے شبہ اس سوال کو جسقدر جلد حل کیا جائے اسی قدر بہتر ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتو کہ ترک شراب نے روس کی اقتصادی و اخلاقی حالت میں کسقدر عظیم انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ روس میں جن صنائع کا تعلق سرکار سے ہے انکی تعداد ۳۳۶۳ سے ترقی کر کے ۴۴۰۴ تک پہنچ گئی ہے۔ اس ترقی کے کئی اسباب ہیں جنمیں سے ایک یہ ہے کہ خود گورنمنٹ روس نے کارخانہ داروں کو بڑی بڑی فرمائشیں دیں۔ دوسرا سبب یہ ہے۔ کہ گورنمنٹ کے حکم سے تمام ملک میں شراب کی فروخت بند کیگئی۔ اگرچہ انسداد شرابخوری سے گورنمنٹ کو بہت بڑا مالی نقصان اُٹھانا پڑا لیکن اس سے اہل ملک کو کئی اہم فوائد پہنچے۔ جن سے غیر واسطہ طور پر خود گورنمنٹ کو فائدہ ہوا۔ کیونکہ کارخانوں کی پیداوار بڑھ گئی بیکاری کے دن کم ہو گئے۔ مزدوروں کو امراض سے نجات مل گئی۔ لوگوں کے پاس روپیہ بڑھ گیا جس سے انکی خریداری کی قابلیت میں بھی اضافہ ہوا۔ اگرچہ غیر ملکی تجارت میں کمی رہی۔ لیکن جو چیزیں جرمنی سے آتی تھیں۔ انکی جگہ خود روس میں چیزیں بنائی گئیں۔ یہ تمام باتیں محض انسداد شراب سے حاصل ہوئی ہیں" ؛

ہائی سکول میں تعلیم پانے کیلئے اپنے بچے بھیجو

میرے پیارے بھائیو! اگر آپ اپنی اولاد کو دنیوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم بھی دلانا چاہتے ہو۔ اور اس بات کے خواستگار ہو کہ آپ کی اولاد کی اخلاقی نگہداشت اور مذہبی تربیت قابل اطمینان طریق پر کی جائے۔ تو یقیناً یقیناً قادیان دارالامان سے بہتر کوئی مقام نہیں۔ جہاں بچوں کی تعلیم کے علاوہ تربیت بھی بوجہ احسن کی جاتی ہے۔ انہیں نماز کی پابندی اور کتاب و سنت پر چلنے کا خوگر بنایا جاتا ہے۔ روزانہ درس قرآن اس مبارک وجود کی زبان سے سننے کا موقعہ ملتا ہے۔ جو آج خدا کے مسیح کا قائم مقام اور حسن و احسان میں اس کا نظیر ہے۔ پس برادران ملت خرچ کثیر برداشت اور اپنے پیارے بچوں کی جدائی گوارا کر کے بھی انہیں یہاں بھیجیں کہ پھر یہ مبارک موقعہ نہیں ملنے کا۔ بلکہ غیر احمدی دوستوں کو بھی تحریک کریں۔ کئی ایسے غیر احمدی بچے یہاں آئے۔ جن کی اصلاح سے انکے والدین یا سرپرست مایوس ہو چکے تھے۔ مگر یہاں کی نیک صحبت و اعلیٰ تربیت سے وہ بالکل سعادتمند بنگئے۔ پس یہ ذریعہ تبلیغ بھی ہے -

[illegible]

مولوی محمد علی صاحب کے ساتھ رُو در رُو تحریری مباحثہ منظور ہے

جولائی ۱۵ئہ میں مولوی محمد علی صاحب کے فریق کی طرف سے بالمقابل تقریروں کا چیلنج آیا تھا۔ جس کو ہم نے منظور کیا۔ لیکن بعض وجوہات سے (جن کا مفصل ذکر الفضل قادیان مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۵ئہ میں کیا جا چکا ہے) یہ مباحثہ نہ ہو سکا۔ اس کے بعد مولوی محمد علی صاحب کی کتاب "النبوۃ فی الاسلام" شائع ہوئی۔ جس پر ہمیں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے روزانہ پیسہ اخبار ۱۷۔ فروری میں مباحثہ کا چیلنج دیا۔ جسے ہم نے منظور کر لیا اور یہ تجویز پیش کی۔ کہ تحریری مباحثہ کسی دوسرے اخبار میں ساتھ کے ساتھ چھپتا جائے۔ مگر ڈاکٹر مرزا صاحب نے ۱۵ مارچ کے روزانہ پیسہ اخبار میں اور ۱۶۔ مارچ کے پیغام میں شرائط مباحثہ امرتسر مابین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و پادری عبداللہ آتھم کے مطابق فیصلہ کرنا منظور کر لیا ہے۔ اس لئے مندرجہ ذیل شرائط جو اس وقت طے پائی تھیں۔ اور ان کے ساتھ نوٹ میں بعض ایسی تبدیلیاں پیش کر کے جن سے اصل شرائط میں کوئی تغیر نہیں آتا۔ ہم اعلان کرتے ہیں۔ کہ یوں بھی مباحثہ منظور ہے ؛

شرائط

۱ ۔ یہ مباحثہ امرتسر میں ہوگا۔ (امرتسر اس لئے مقرر کیا گیا ہے۔ تا دونوں فریق کے لئے مساوی تکلیف ہو۔ کیونکہ اگر ایک فریق اپنے مرکز پر ہو۔ تو اُسے لیت ولعل کرنے کا بہت موقعہ مل جاتا ہے۔ اور دوسرے فریق کو بوجہ صعوبت سفر کے تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے انصافاً ہمارا حق ہے۔ کہ ہم امرتسر میں جو دونوں مقامات کے درمیان میں ہے۔ مباحثہ کے انعقاد کا مطالبہ کریں ؛

۲ ۔ ہر ایک جانب سے دو سو آدمی شریک جلسہ ہو سکیں گے۔ (مباحثہ آتھم میں پچاس پچاس کی اجازت تھی اب ضرورتاً دو سو تک ہم بڑھا دیتے ہیں۔ کیونکہ طرفین کے آدمی سننے کے مشتاق ہوں گے) ہر فریق دوسرے فریق کو دو سو ٹکٹ تیار کر کے اپنے دستخطوں سے دیدیگا ؛

۳ ۔ سیدنا حضرت مرزا محمود احمد صاحب جماعت احمدیہ کی طرف سے اور مولوی محمد علی صاحب اپنے ہم خیالوں کی طرف سے مباحث ہونگے ؛

۴ ۔ سوائے ان دونوں صاحب کے کسی شخص کو مضمون لکھنے کی اجازت نہ ہوگی ؛

۵ ۔ ہاں یہ دونوں صاحب اپنے ساتھ پانچ پانچ معاون مقرر کر سکتے ہیں۔ لیکن انہیں اس تحریر کے لکھنے کا اختیار نہ ہوگا۔ جو مباحثہ کے لئے لکھی جائے گی۔ (اصل شرائط مباحثہ آتھم میں تین تین معاونوں کی اجازت ہے۔ لیکن جیسا کہ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب سے شرائط مباحثہ کی تحریرات میں فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس موقعہ پر پانچ پانچ معاون رکھے جانے مناسب ہیں۔ کیونکہ اس میں حوالہ جات کا زیادہ کام ہے)

۶ ۔ ہر فریق ساتھ کے ساتھ دوسری نقل بھی کرواتا جائیگا اور تحریر سنائے جانے کے بعد ہر دو نقول پر مباحث اور پریذیڈنٹان کے دستخطوں کے بعد ایک ایک نقل ہر دو فریق کو بغرض اشاعت دیدی جائے گی ؛

۷ ۔ کوئی صاحب کسی جانب سے ایک تحریر کے لئے اڑھائی گھنٹہ سے زائد وقت نہ لے سکیں گے۔ اور اسیوقت اندر انکو اپنی تحریر سنانی ہوگی

۸ ۔ انتظامی امور میں صدر انجمن کا فیصلہ ناطق ہوگا ؛

۹ ۔ ہر طرف سے ایک ایک پریذیڈنٹ مقرر ہوگا۔ اور ایک تیسرا پریذیڈنٹ طرفین کی رضامندی کے ساتھ مقرر ہوگا۔ جو غیر مسلم ہوگا۔ (اس امر کا بھی فیصلہ خط و کتابت میں ہو چکا ہے) اور تنازعہ پریذیڈنٹان کے وقت ثالث کا کام دے گا ؛ (ب) اگر کوئی ایسا امر پیش آ جائے جسکا شرائط طے شدہ میں کوئی ذکر نہ ہو۔ تو میر مجلس صاحبان کا فیصلہ جو اتفاق رائے یا کثرت رائے سے ہو۔ دونوں فریق کے لئے مسلم ہوگا ؛

۱۰ ۔ جلسئہ مباحثہ کا فیصلہ دونوں فریقوں کی رضامندی سے ہوگا۔ مگر بہر حال عمارت کے اندر انتظام ہوگا ؛

۱۱ ۔ مدعی اس مباحثہ میں (جیسا کہ خط و کتابت میں فیصلہ ہو چکا ہے) سیدنا مرزا محمود احمد صاحب ہیں۔ اور مجیب مولوی محمد علی صاحب ؛

۱۲ ۔ مباحثہ میں ہر ایک پرچہ پر پانچ پانچ دفعہ تحریرات ہونگی۔ تین مدعی کی طرف سے اور دو مدعا علیہ کی طرف سے۔ اور مباحثہ تین پرچوں پر منقسم ہوگا از روئے قرآن کریم از روئے احادیث۔ از روئے تحریرات حضرت مسیح موعود ؑ۔ مباحثہ چھ دن ہوگا۔ ہر پرچہ کے متعلق پہلے دن تین اور دوسرے دن دو تحریریں ہونگی۔ (ب) جو امور اور دلائل ایک فریق پیش کرے گا۔ فریق ثانی پر لازم ہوگا۔ کہ سب سے اول ان کی تردید کرے۔ یا ان کو تسلیم کرے۔

۱۳ ۔ مباحثہ مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود ؑ پر ہوگا ؛

۱۴ ۔ ضروری ہوگا۔ کہ مباحثہ کے انعقاد سے کم از کم دو ہفتہ پہلے فریقین دو کثیر الاشاعت اخبارات میں اس مسئلہ کے متعلق اپنے اعتقاد کی تفصیل شائع کرادیں۔ تاکہ فریقین کو اس پر غور کرنے کا موقعہ ملے اور اگر اس اعلان سے فریق مخالف کو کسی بات کی مزید تشریح کی ضرورت معلوم ہو۔ تو اس کے سوال کے شائع ہونے پر اس کی تفصیل کر دینی ضروری ہوگی۔ ان تحریرات میں صرف ہر فریق کے اپنے اعتقاد کی تشریح ہوگی۔ دلائل سے کوئی سروکار نہ ہوگا ؛

۱۵ ۔ اخراجات انتظام مکان مباحثہ فریقین کو نصف نصف ادا کرنے ہونگے ؛

۱۶ ۔ ہر فریق اپنے اپنے آدمیوں کے امن کا ذمہ دار ہوگا۔ اور ہر فریق کے آدمی الگ الگ حلقوں میں بیٹھیں گے ؛

نام ہی الفضل ہے

پیغام ارشاد باری تعالےٰ ولا تنابزوا بالالقاب کی نافرمانی کرتا ہوا ہمارا نام بگاڑ کر لکھتا ہے اور ضرور تھا کہ ایسا ہو کیونکہ منکران خلافت کے لئے بئس الاسم الفسوق بعد الایمان کا مورد بننا ضروری ہے لیکن اس نادان کو یہ معلوم کر کے ماتم کرنا چاہیئے۔ کہ انہ لقول فصل کے مطابق فصل نام تو قرآن مجید ہے پس الفضل کو فصل لکھ کر وہ اور بھی زیادہ پوزیشن دیتا ہے۔ اور اس مدیر کو فصلی کہہ کر اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ یہ گروہ قرآن مجید سے کہ فصل ہے خاص نسبت رکھتا ہے۔ اسماء آسمان سے اترتے ہیں۔ تم جسقدر بھی بانا ہے گے۔ اور زیادہ تمہارے لئے غضب کا موجب ہوگا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ؛

تصدیق المسیح

قرآن شریف جس کو تمام دنیا کے مسلمان شیعہ سنی احمدی غیر احمدی سب کے سب متفقہ طور پر خدا کا کلام جو اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا مانتے ہیں۔ وہ اس کی صداقت کو قبول کرتے ہیں۔ اور اس کے احکام کی فرمانبرداری موجب رضائے الٰہی اور ذریعہ نجات خیال کرتے ہیں۔ اس میں لکھا ہے۔ ولقد صرفنا للناس فی ھذا القرآن من کل مثل فابی اکثر الناس الا کفورا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے لوگو جو تم اس بات کے مدعی ہو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے برگزیدہ نبی ہیں اور قرآن مجید خدا کا برحق کلام ہے جو اس نے محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا۔ سنو۔ اور غور سے سنو ہم نے قرآن میں ہر ایک مثال بیان کر دی ہے۔ یعنی ایسی ضروریات جو تمہیں دین کے معاملہ میں پڑتی ہیں۔ وہ سب اس میں بیان ہو گئی ہیں پس جب تمہیں کوئی مشکل امر پیش آوے تو تمہیں چاہیئے کہ اسے قرآن شریف میں تلاش کرو۔ اور قرآن شریف کی کسوٹی پر پرکھو۔ اگر قرآن شریف اس سونے کو کھوٹا قرار دے تو تم بھی اسے کھوٹا قرار دیدو۔ اور اگر یہ سونا پرکھنے پر خالص نکلے تو پھر اے مسلمانو تمہارا فرض ہے کہ تم اس سونے کو اپنی جانوں کے مول بھی خرید لو۔ یعنی اگر تمہیں قرآن شریف کے مطابق سچی اور راست بات پر اپنی جانیں بھی قربان کرنی پڑیں تو قربان کر دو۔ مگر اس سچائی کو اس راستی کو ہاتھ سے نہ دو۔ کیونکہ اگر کوئی قرآن شریف کے حکم کو قبول نہیں کرتا۔ تو خواہ قرآن کریم کا ظاہر ادب کتنا ہی کیوں نہ کرے۔ اس کا ادب بیہودہ لغو اور ظاہرداری ہے۔ مسلمانوں کو خواہ وہ کسی فرقے کے ہوں۔ قرآن شریف کے حکم کی فرمانبرداری لازم ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے تن تنہا قادیان جیسے گمنام گاؤں میں مسیح موعود ہونیکا دعویٰ کیا جس کے آنے کی خبر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے ملکوں کے نبیوں نے بھی دی تھی۔ یہ دعویٰ ایک بڑا عظیم الشان دعویٰ ہے۔ اسے قرآن شریف کی کسوٹی پر پرکھنا چاہیئے۔

قرآن شریف نے سچوں اور راستبازوں اور رسولوں کی سچائی کے لئے بہت سے دلائل دیئے ہیں۔ ازانجملہ میں ایک دلیل یہاں بیان کر کے بتانا چاہتا ہوں۔ کہ کس طرح حضرت مرزا غلام احمد صاحب اپنے دعویٰ میں سچے ہیں۔ قرآن شریف فرماتا ہے۔ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ فرمایا اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ اور اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا غیب جاننے والا ہو سکتا ہے تو وہ رسول ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ رسول کے سوا کسی اور پر اپنا غیب ظاہر نہیں کرتا۔ پس خدا کے سوا جو کسی غیب کو جاننے والا ہوگا وہ بجز اس کے کہ کوئی رسول ہو اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مذکورہ بالا آیت میں غیب کی تمام لوگوں سے نفی کر کے صرف رسول کی استثنا کی ہے۔ پس جو شخص غیب کی خبریں دیتا ہے اور وہ خبریں اپنے وقت پر پوری ہوتی ہیں وہ خدا کے کلام کے موجب خدا کا سچا رسول ہے۔ اس کا ہر ایک دعویٰ سچا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو افضل الرسل تھے۔ آپ کی سچائی ظاہر کرنیوالی دلیلوں میں سے آجکل کے زمانہ میں ایک بڑی دلیل آپ کی وہ اخبار غیب ہیں جو آپنے تیرہ سو برس پہلے دی تھیں۔ اور آج وہ پوری ہو رہی ہیں اور حقیقت میں یہ کسی کی سچائی کی وہ دلیل ہے جس کا کوئی شخص بھی انکار نہیں کر سکتا۔ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود کی سچائی کی دلیل بھی ہم ایک غیب کی خبر پیش کرتے ہیں جو اس خدا کے فرستادہ نے خدا سے پاکر ہمیں دس سال پہلے دی تھی۔ اور وہ آج لفظ بلفظ پوری ہو رہی ہے۔

جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اور بہت سی پیشگوئیاں کیں اور وہ اپنے اپنے وقت پر پوری ہوئیں مثلاً آتھم کے متعلق۔ ڈوئی کے متعلق لیکھرام کے متعلق اور تنسیخ بنگال کے متعلق۔ یہ سب پیشگوئیاں جہاں خدا کے نبی کی صداقت کو کھول کھول کر بیان کر رہی ہیں اور اس کی صداقت کے انکار کرنے والوں کو ملزم ٹھہرا رہی ہیں۔ وہاں ایک اور پیشگوئی اس وقت بھی اس خدا کے مامور کی صداقت کو روز روشن کی طرح ظاہر کر رہی ہے۔ اس پیشگوئی کے مختلف شعروں کے متعلق مختلف اوقات میں الفضل میں مضامین نکل چکے ہیں۔ اور ان مضامین میں یہ کھول کر بتایا گیا ہے۔ کہ کس طرح یہ الفاظ پورے ہو گئے ہیں جیسے کہ

رات جو رکھتے تھے پوشاک برنگ یاسمن
صبح کر دیگی انہیں مثل درختان چنار

لیکن آج ہم ان سعید روحوں کو جو سچائی کی طالب ہیں۔ اور جو سچائی کے لئے جان بھی قربان کرنے کی پرواہ نہیں کرتیں اس پیشگوئی کے ایک اور شعر کی طرف متوجہ کر کے بتانا چاہتے ہیں پیشگوئی کا شعر یہ ہے ؎

خون سے مردوں کے کوہستان کے آب رواں
سرخ ہو جائینگے جیسے ہو شراب انجبار

ترجمہ سول ملٹری گزٹ۔ لنڈن ۲۸ فروری میوز کی کوہستانی بلندیوں پر جن کے راستوں سے جرمن بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پہاڑی نالے بکثرت واقع ہیں۔ اور یہ نالے اس وقت آب رواں بنے ہوئے ہیں۔ فرنچ مورچے اور توپخانے اس کے اردگرد واقع ہیں۔ اور زخمی سپاہی جو پیرس میں پہنچے ہیں۔ بیان کرتے ہیں۔ جرمن افواج میں خطرناک طور پر خونریزی ہوئی ہے بہت سے مقامات پر مردوں کی کثرت سے نالوں میں اونچے اونچے بند ھ گئے ہیں۔ بعض دفعہ جب یہ بند ٹوٹ جاتے ہیں۔ تو سرخ سیلاب ہزاروں لاشوں کو بہالیجاتا ہے۔ پھر آپ اخبار عام ۲۲ مارچ ملاحظہ فرماویں "ایک افسر جو اس ہولناک معرکہ میں موجود تھا بیان کرتا ہے۔ اور اس کی تائید مجروح سپاہی کرتے ہیں کہ پہاڑیوں کے کناروں اور کھوہوں میں جرمنوں کی ہزاروں لاشیں پڑی سڑ رہی ہیں بلکہ کئی جگہ مردوں کی لاشوں کے پشتے بن گئے ہیں چھوٹے نالوں کے پاٹ اٹ گئے ہیں۔ اور جب پانی زور کر کے نکلتا ہے۔ تو وہ خون سے سرخ ہو جاتا ہے۔

ناظرین۔ ایک طرف پیشگوئی کے الفاظ کو پڑھیں۔ اور دوسری طرف ان الفاظ پر غور کریں۔ پھر انصاف سے کہیں کہ آیا آج سے دس برس پہلے کی خبر دی ہوئی لفظ بلفظ پوری ہو رہی ہے یا نہیں۔ کیا جیسے اس پیشگوئی میں بتایا تھا۔ کہ وہ ایسا زلزلہ ہوگا کہ مردوں کے خون اس قدر بہینگے کہ آب رواں کا رنگ اس خون کے ملنے سے شراب انجبار کا رنگ اختیار کریگا۔ ویسے ہی یہ سول اخبار کے الفاظ کا ترجمہ ظاہر کر رہا ہے یا نہیں۔ یہ پیشگوئی کسی استعارے کے رنگ میں نہیں بلکہ بظاہر الفاظ پوری

ناسخ ومنسوخ

حضرت مسیح موعود کی کتب میں

ایک عرصہ سے جناب مولوی صاحب اور ان کے رفقاء اپنے اخبارات اور رسائل کے ذریعہ حضرت میرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح پر یہ الزام دیتے ہیں کہ وہ حضرت اقدس کی تحریرات میں اس طرح ناسخ ومنسوخ کے قائل ہیں جس طرح کہ بعض غیر احمدی مسلمان قرآن کریم کے آیات میں باہمی تناقض کے باعث ناسخ ومنسوخ کے قائل ہیں بعد پھر جناب مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ۔

ہر ایک احمدی کا پہلا فرض ہونا چاہئے کہ وہ اس الزام کو حضرت مسیح موعود سے دور کرنے کی کوشش کرے (النبوۃ فی الاسلام صـ۲ـ)

ہمارا فرض

جو جناب مولوی صاحب نے ہمارے لئے مقرر کیا ہے۔ یہ ہے کہ اس مسئلہ پر اپنا فرض جانکر جو حقیقت ہے اس کا اظہار کریں سو عرض ہے کہ سب سے پہلے یہ امر خوب ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ ہر مامور من اللہ کا کام تین قسم کا ہوتا ہے ؛

قسم اول وہ ہے کہ جس میں کچھ الفاظ یا عبارت کسی زبان میں پیش کر کے کہتا ہے۔ کہ یہ خدا کا کلام بذریعہ وحی والہام اس پر نازل ہوا ہے۔ پس وہ وحی یا الہام وحی اللہ یا کلام اللہ یا کلمات اللہ کہلائیگا۔ یہ کلام اس کے سب تحریرات میں اول درجہ پر ہے اور جس کو اصطلاح اسلام میں وحی جلی کے نام سے موسوم کیا گیا ہے ؛

قسم دوم وہ ہے جس میں اصل عبارت یا الفاظ کا حوالہ تو نہ ہو مگر وہ مامور من اللہ کہتا ہو کہ خداوند تعالیٰ نے مجھکو فلان بات یوں فرمائی یا فلان امر یوں بتایا یا فلاں امر اس کے منشا پر ہے وغیرہ۔ تو گویا یہ امر بھی اسنے اللہ تعالیٰ کو ہی منسوب کر دیا۔ اگرچہ صریح الفاظ میں اس مامور من اللہ نے کوئی وحی یا الہام پیش کیا یہ کلام بھی اس کی تحریرات میں پہلے کلام سے دوسرے درجہ پر ہے۔ جس کو اصطلاح اسلام میں وحی خفی کے نام سے یاد کیا گیا ہے ؛

قسم سوم وہ ہے کہ جو ان دونو کلاموں کے علاوہ ہے اور اس میں اس مامور من اللہ کی باقی تمام تحریرات وتقریرات شامل ہیں۔ خواہ از قسم دلائل ہوں یا از قبیل مسائل خواہ کسی پہلے وحی والہام کی تفسیر وتوضیح ہو یا اس کے اپنے کسی الہام کی تاویل یا تعبیر ہو۔ یا کسی امر دینی کے حل کرنے پر تقریر ہو یہ سب کلام کلام الرسول یا حدیث الرسول کہلائیگا۔

ہر ایک وہ شخص جو اس مامور من اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر چکا ہے۔ اور اس کی جماعت میں داخل ہو چکا ہے۔ اس پر تینوں اقسام کے کلام درجہ بدرجہ حجت ہیں۔ اور وہ ان میں کسی قسم کے تغیر وتبدل کا مجاز نہیں۔ ورنہ وہ اس حکم عدل کا تابع و خادم نہیں۔ بلکہ مخالف و باغی ہوگا ؛

کلمات اللہ یا وحی اللہ یا کلام اللہ میں کسی قسم کا تغیر وتبدل و تناقض و ترمیم وتنسیخ جائز قرار دینا سخت خطرناک غلطی ہے اگر خداوند تعالیٰ کی وحی اور کلام میں اختلاف وتناقض واقع ہو جائے تو پھر امان اٹھ جاتا ہے۔ ہاں حدیث الرسول یا کلام الرسول میں اختلاف تناقض۔ اس کلام میں ایسا ہونا ممکن ہے۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کہ وہ مامور من اللہ کوئی مسئلہ بیان کر دے اور اس کی تائید میں کئی دلائل بھی پیش کر دے۔ مگر وہ امر خداوند تعالےٰ کے منشا کے خلاف ہو اور کوئی صریح وحی اس کے خلاف نازل ہو جائے تو وہ امر جو محض اس مامور نے ما انا الا بشر مثلکم کے رنگ میں ایک ناقص علم سے بیان کیا تھا۔ اور خدا تعالیٰ کے کامل علم نے اس کے نقص کو اپنے وحی سے رفع کر دیا۔ پس آئندہ کے لئے وہ حدیث الرسول یا کلام الرسول منسوخ قرار دیا جاویگا۔ اور خدا کی وحی یا کلام جو اس کے درست کرنے کے لئے نازل ہوا تھا وہ اس کا ناسخ ہوگا۔ اور ہمارے اس قول کا شاہد سیدنا حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو فرما گئے ہیں ؛

کلامی لا ینسخ کلام اللہ وکلام اللہ ینسخ کلامی

یا ایک مامور من اللہ نے ایک امر کسی وقت اپنے بشری علم سے ایک طرح فرمایا۔ اور بعدہٗ علم مزید از دیاد معرفت وعرفان نے اس مسئلہ پر مزید روشنی ظاہر کر دی اور اس مامور من اللہ نے اس کی توضیح وتشریح میں اصل حقیقت سے آگاہ ہو دنیا کمی علم یا نقص علم کا اقرار کر دیا جو پہلے جاری کردہ تحریر یا تقریر میں پائی جاتی تھی تو بھی اس پر چنداں گرفت نہیں کیونکہ دنیا کے تمام اشیاء کی ترقی خواہ دینی ہو یا دنیوی جسمانی ہو یا روحانی مدارج اور مراتب طے کر کے ہوتی ہے اور جس طرح ایک بچہ جوان اور پھر کامل عمر کو پہنچکر بوڑھا ہو جاتا ہے اسی طرح روحانی منازل طے کرنے والے بھی مدارج اور مراتب علوم وعرفان میں طے کر کے ترقی کرتے ہیں۔ اس امر کی طرف قل رب زدنی علما کی دعا میں نبی کریم صلعم کو تعلیم دیگئی یا اگر کسی مامور نے کسی الہام یا کشف کی قبل از وقت تاویل یا تعبیر کر دی ہو تو جب تک وہ مامور خود یا اس کی وفات کے بعد کوئی اس کا متبع یا خدا تعالیٰ کا فعل اپنے محل اور موقع پر اس کا صحیح موضوع جو اس الہام کو اپنے اصلی الفاظ میں پورا کر نیوالا ہو قرار ندے۔ تب تک کوئی دوسرا شخص اس پہلی تشریح یا تعبیر یا تاویل کو غلط قرار نہیں دیسکتا ہاں اگر وہ مامور خود خدا تعالیٰ کے فعل سے یا اس کے بعد اس کا کوئی جانشین اصل موقع اور محل ظاہر کر دے تو اس مامور کی قبل از وقت تاویل یا تعبیر منسوخ قرار دیجا سکتی ہے لہذا اس وقت بھی مامور کی اپنی تاویل یا تعبیر کو وہ خود یا خود خدا تعالیٰ اپنے فعل سے منسوخ قرار دینے والا ہوگا۔ پس اس امر کی تصدیق بھی سید رسالت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں فرما گئے ہیں ؛

ان احادیثنا ینسخ بعضها بعضاً

یعنی ہماری ایک بات کو بعد کی دوسری بات منسوخ قرار دے سکتی ہے۔ پس یہ امر واضح ہو گیا۔ کہ کلمات اللہ یا وحی اللہ ہمیشہ یکساں اور ایک ہی رنگ میں رہیگا۔ اس میں باہم کوئی تناقض نہیں ہوتا اور اس کا کوئی حصہ دوسرے حصہ کا ناسخ ومنسوخ نہیں ہو سکیگا۔ اور نہ وہ کلمات اللہ ہی ہونگے۔ بلکہ برخلاف اس کے بشر کا کلام ہوگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا علم کامل ہے۔ اور ناقص نہیں۔ اور بشر کا علم ناقص ہے۔ اور کامل نہیں خواہ ایک بشر کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔ ہر وقت اس کا علم مزید ترقی کا محتاج ہے۔ کوئی بشر حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے تو بڑا ہو نہیں سکتا۔ مگر اس عظیم الشان بشر کو بھی آخر رب زدنی علماً ہی کی دعا سکھائی گئی۔ رہا بشر کا کلام۔ خواہ وہ کلام ایک عظیم الشان رسول

کا بھی کیوں نہ ہو جب تک وہ بشر کا علم ہے باوجود دوسرے انسانوں کے مقابلہ میں کامل ہونیکے خدا کے علم کے سامنے ناقص ہے اور خدا تعالیٰ اس کو اپنے علم اور کلام سے ناقص قرار دیسکتا ہے۔ اور وحی اللہ کے بعد قابل ترمیم و تنسیخ ہے کیونکہ بموجب حکم قرآن لاتبدیل لکلمات اللہ کلمات اللہ میں کوئی ناقص نہیں ہو سکتا۔ ہاں خود وہ مامور من اللہ بھی مزید معرفت اور عرفان و علم کے بعد اس پہلے علم سے بیان کردہ امر کو منسوخ قرار دے سکتا ہے جب کہ ان احادیث ینسخ بعضہا بعضاً سے ظاہر ہے کہ رسولؐ خود بھی اپنے کسی سابقہ کلام کو جو کلمات الرسول یا احادیث الرسول ہے اپنے دوسرے کلام سے یا حدیث سے منسوخ قرار دے سکتا ہے۔ اس حدیث میں سیدنا حضرت محمدؐ فرما گئے ہیں کہ اگرچہ میرا کلام کتنا ہی صحیح اور ثابت شدہ کلام ہو۔ مگر پھر بھی میں خود اس کو دوسرے اپنے کلام کے ذریعہ سے منسوخ قرار دیسکتا ہوں۔ یا خدا تعالیٰ کا کلام اسکو منسوخ قرار دے سکتا ہے۔

یہ امر خوب یاد رہے کہ یہ ناسخ و منسوخ صرف مامور من اللہ کے قسم سوم کے کلام میں ہونا ممکن ہے جس کلام کو کلمات الرسول یا احادیث رسول کہا جاتا ہے جو محض بحیثیت ایک بشر ہونے کے وہ رسول یا مامور تحریر کر کے گیا ہو۔

پس سیدنا محمود احمد کے نزدیک

اگر حضرت مسیح موعود کے اول و دوم قسم کے کلام میں تناقض ہے۔ اور ان میں اپنی رائے سے ناسخ و منسوخ قرار دیتے ہیں تو بیشک لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً کے ماتحت ہے اور ایسا ناسخ و منسوخ تسلیم کرنا غلطی ہے۔ لیکن اگر وہ کلمات الرسول یعنی تیسرے قسم کے کلام میں ناسخ و منسوخ کے قائل ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب نے فلاں وقت میں ایک مسئلہ یا اس کی کیفیت ایک طرح بیان فرمایا۔ یا کسی الہام یا کشف کی تاویل یا تعبیر ایک طرح سے کی مگر بعدہٗ خدا تعالیٰ کی وحی کی بنا پر یا مزید علم و معرفت پاکر اپنے مخفی رائے یا علم یا تاویل یا تفسیر کو بدل دیا۔ تو ایسے حالات میں اگر مرزا محمود احمد ثبوت پیش کر دیں کہ پہلی رائے یا تاویل محض شرعی علم سے تھی۔ اور اس کے بعد کی تبدیلی کے لئے یہی قاعدہ پیش کر دیں تو پھر حضرت مرزا محمود احمد صاحب سچے ہیں۔ اور جناب مولوی صاحب الزام دینے میں یقیناً غلطی پر ہیں۔ کیونکہ احادیث الرسول میں ایسا ناسخ و منسوخ ہو سکتا ہے۔ یہ ناسخ و منسوخ ہرگز ہرگز اس ناسخ و منسوخ کی طرح نہیں جو قرآن کریم کے باہمی آیات کو متناقض خیال کر کے غیر احمدی علماء نے مانا ہوا ہے۔ یا تو جناب مولوی صاحب نے اس امر کو سمجھا نہیں اور یا محض لوگوں کو بدگمان کرنے کے لئے دو نو امور کو یکساں طور پر پیش کرتے ہیں۔ جناب مولوی صاحب کی ابو داشہب کیا ناختی۔

میں اس مضمون کو کسی قدر اور واضح کرنے کے لئے چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔ جو میرے مطلب کو بخوبی ذہن نشین کر سکیں۔

مثال اول۔ حضرت صاحب کو الہام ہوا شاتان تذبحان یعنی دو بکریاں ہیں جو ذبح ہونگی حضرت اقدس نے پہلے اپنے بشری خیال سے کچھ سمجھا اور بعدہٗ خداوند تعالیٰ کے فعل نے حضرت صاحب کی پہلی رائے کو اس طرح درست کر دیا۔ کہ سرزمین افغانستان میں حضرت شیخ عبدالرحمن و حضرت مولوی عبداللطیف شہید ہوئے۔ تو صاف ہو گیا کہ اصل فعل و موضوع اس الہام کا یہ ہے۔ نہ وہ جو حضرت صاحب نے پہلے سمجھا اور حضرت صاحب نے بھی اسی کے مطابق اپنی رائے بدل دی۔

مثال دوم۔ حضرت اقدس کو الہام ہوا کہ عفت الدیار محلہا و مقامہا۔ حضرت نے پہلے اس الہام کو اپنے بشری علم کے بنا پر طاعون پر چسپاں کیا۔ اور بعدہٗ خدا تعالیٰ نے اپنے فعل سے صحیح فعل و موضوع بنا دیا۔ کہ اس سے مراد زلزلہ ہے حضرت صاحب نے اس کے مطابق رائے بدل دی۔

مثال سوم۔ حضرت صاحب نے دابۃ الارض سے پہلے علماء چودہویں صدی کو قرار دیا اور بعدہٗ اللہ تعالیٰ نے اپنے فعل سے بتا دیا کہ اصل موضوع طاعون ہے چنانچہ حضرت صاحب نے بھی اس پر چسپاں کیا۔

مثال چہارم۔ تقسیم بنگال کے وقت حضرت صاحب کو بنگالیوں کی دلجوئی کا الہام ہوا۔ اور پہلے ریویو میں اس کا موضوع و محل قرار دیا گیا بعدہٗ خدا تعالیٰ نے اپنے فعل سے ظاہر کر دیا کہ اس کا اصل موقع دربار دہلی کے موقع پر جارج پنجم قیصر ہند کا اعلان تھا۔

مثال پنجم۔ حضرت صاحب نے براہین احمدیہ میں مسیح ناصری علیہ السلام کو زندہ اور بارہ دیگر تشریف لانیوالا بتایا۔ اگرچہ از روئے قرآن کریم و احادیث صحیحہ و سنت اللہ و عقل سلیم و الہامات مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ براہین احمدیہ وہ وفات پا چکے تھے مگر جب حضرت صاحب کی توجہ اللہ تعالیٰ نے اس طرف پھیر دی تو پھر آپ نے وحی و الہام کی بنا پر اپنی پہلی بشری رائے کو منسوخ قرار دیا اور حضرت مسیح کی وفات اور اپنے مسیح موعود ہونیکا اعلان کر دیا۔

مثال ششم۔ حضرت صاحب کے ان تمام الہامات وحی میں جو براہین احمدیہ میں درج تھے۔ اور جو اس کے بعد ہوئے آپ کو صاف الفاظ میں نبی اور رسول کے خطاب سے یاد کیا گیا ہے۔ مگر بعدہٗ آپ نے مزید علم و معرفت کے ماتحت فرمایا۔ کہ نبی کے لئے شریعت کا لانا ضرور نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ وہ صاحب شریعت رسول کا امتی نہ ہو۔ اور قرآن کریم بھی اس پچھلے قول کی بڑے زور و شور سے تائید کرتا ہے۔

مثال ہفتم۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں۔ کہ براہین احمدیہ میں میں نے یہ لکھا تھا۔ کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا مگر بعد میں میں نے یہ لکھا تھا۔ کہ آنیوالا مسیح میں ہی ہوں ... ... اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا ... ... چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا ایسے اعتقاد پر جما ہوا تھا۔ اور میرا بھی یہی عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہونگے۔ اس لئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا۔ بلکہ اس وحی کی تاویل کی۔ اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا۔ اور اس کو براہین احمدیہ میں شائع کیا۔ لیکن بعد اس کے اس بارہ میں بارش کی طرح وحی نازل ہوئی۔ کہ وہ مسیح موعود جو آنیوالا تھا تو ہی ہے ... ... اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا۔ کہ مجھکو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے

اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم رہنے نہ دیا اور **صریح طور نبی کا خطاب مجھے دیا گیا** مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک سے امتی (حقیقت الوحی صفحہ ۱۴۸ تا ۱۵۰)۔

پس ان سات مثالوں سے اچھی طرح واضح ہوگیا ہے کہ احادیث الرسول میں ناسخ و منسوخ ہو سکتا ہے مگر کلمات اللہ میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ اب کس قدر ظلم عظیم ہے کہ جب حضرت نبی کریم صلعم کے احادیث اور حضرت صاحب کے اقوال اس قسم کے تناقض سے خالی نہیں بلکہ صاف طور پر شہادت دیتے ہیں کہ انسر آخر بشر ہی ہے۔ تو پھر جناب مولوی صاحب مات ون مع رفقا اپنے اخبارات اور رسائل میں غلط بیانی کرتے ہیں کہ حضرت محمود احمد حضرت اقدس کی تحریرات میں قرآن کریم کے ناسخ و منسوخ کی طرح ناسخ و منسوخ جائز قرار دیتے ہیں اور پھر اس پر پبلک کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے قرآن کریم کا وہ معیار احادیث الرسول پر چسپاں کرتے ہیں۔ جو کلمات اللہ کی شناخت کے لئے مقرر ہے۔ چنانچہ جناب مولوی صاحب کی اصل عبارت یہ ہے:۔

"پس اب جب حضرت صاحب کی تحریروں کو منسوخ بتایا جاتا ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود نے کبھی ان کو منسوخ نہیں کیا۔ اور ان تحریروں میں خطرناک اختلاف بتایا جاتا ہے حالانکہ قرآن کریم نے ایک معیار قرار دیا ہے۔ لوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا" (النبوۃ فی الاسلام)

جناب مولوی صاحب! اگر یہی قرآن دانی ہے اور اسی قسم کے معیار قائم کرنے میں تو آپ کا علم معلوم۔ آپ تو اصولی بحث کرنیوالے ہیں گویا نہ صرف اصول شناس ہیں۔ بلکہ اصول کے وضع کرنے والے ہیں۔ پس آپ اپنے قائم کردہ معیار پر غور کریں۔ کہ آپ کسقدر بے اصولا پن برتا ہے کیا حضرت صاحب کو نعوذ باللہ خدا ہونیکا دعویٰ تھا۔ کہ ان کے اپنے کلام میں یا رائے میں یا اجتہاد میں یا علم میں اختلاف اور تناقض نہ ہوگا۔ اور اگر ایسا نہیں تو آپ نے جو معیار کلمات اللہ کے شناخت کے لئے تھا اس کو کلمات الرسول پر کیوں لگا دیا

چسپاں کیا ہے

ہم اپنا فرض کر چکے اے دوستو! ادا۔
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائیگا خدا۔

خاکسار۔ قاضی محمد یوسف احمدی
از پشاور

جلسہ لائلپور

لائلپور میں انجمن احمدیہ لائلپور کے اہتمام سے ۲۵ ۔ ۲۶ و ۲۷ مارچ ۱۹۱۶ء کو ایک شاندار جلسہ منعقد ہوا۔ اشتہارات تقسیم ہوئے اور پروگرام شائع کیا گیا۔

۲۵ مارچ صبح۔ کو جلسہ کا افتتاح تلاوت قرآن شریف سے ہوا اس کے بعد جناب حکیم مولوی خلیل احمد صاحب نے اسلام و دیگر مذاہب پر تقریر شروع کی مجمع کافی تھا۔ اور ہر طبقہ کے لوگ موجود تھے۔ اسلام کا خدا کیسا ہے اور دیگر مذاہب کے لوگ جس خدا کو پیش کرتے ہیں۔ وہ کیسے ہیں۔ کون سے خدا کو ماننے کے لئے دل میں کشش اور محبت پیدا ہوتی ہے۔ نہایت دلچسپ اور لطیف مضمون تھا اسی ایک بات کے کرنے میں صبح کا اجلاس ختم ہوگیا۔ اور مضمون ختم نہ ہوا۔

آخر وقت کا اجلاس۔ ۲ بجے شروع ہوا۔ تلاوت قرآن شریف کے بعد جناب صوفی نبی بخش صاحب نے بہبودی اسلام پر تقریر کی۔ تقریر عمدہ تھی آپ نے اپنے مضمون کو بہت اچھی طرح صوفیانہ طرز پر ادا کیا چونکہ جلسہ برخاست ہونے میں پندرہ منٹ وقت باقی رہ گئے تھے اس وقت میں حکیم صاحب نے بھی مسلمانوں کی بہبودی پر تھوڑی دیر تقریر کی جس میں آپ نے بیان کیا کہ مسلمانوں کی بہبودی کا ایک ہی اور صرف ایک ہی ذریعہ ہے۔ اور وہ امام وقت کی اطاعت ہے مسلمان جب تک ایک مرکز پر جمع ہو کر ایک امام کے ماتحت اپنے کو نہ چلائیں گے۔ بہبودی کا خیال خام ہے۔

شب کے اجلاس۔ میں جناب فاضل اجل میر محمد اسحاق صاحب نے وفات مسیح پر نہایت قابلانہ رنگ میں تقریر کی پوری دلچسپی کے ساتھ لوگوں نے آپ کی تقریر سنی اور موثر ہوئی اور جلسہ برخاست ہوا۔

۲۶۔ مارچ کی صبح کو تلاوت قرآن کے بعد حضرت شیخ عبدالرحمن صاحب فاضل مصری نے خاتم النبیین پر تقریر کی آپ کی تقریر میں ایک خاص عالمانہ رنگ تھا۔ دلائل کی کثرت تھی بہت غور کے ساتھ لوگ سنتے رہے۔ ایک عجیب بات آپنے لوکان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعہما الا اتباعی پر سنائی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں فرمایا کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو سوائے میری پیروی کے انکو چارہ نہ تھا۔

بہ حیثیت انسان ہونے کے موسیٰ یا عیسیٰ میں کوئی خصوصیت نہیں خصوصیت اس میں جو ہے وہ نبوت ہے اسی وجہ سے آنحضرت نے فرمایا کہ اگر موسیٰ و عیسیٰ بھی زندہ ہوتے تو ہماری پیروی کرنی پڑتی۔ اس سے امت محمدیہ میں امکان نبوت ثابت ہوتا ہے۔ اور اس معنی کی تائید ہوئی جو خاتم النبیین کے ہم لوگ کرتے ہیں۔ جلسہ ختم کرنے کے قبل حضرت میر اسحاق صاحب نے بہ حیثیت صدر جلسہ تقریر کی اور خاتم النبیین کے معنے خوب سمجھائے۔ سامعین کی تعداد بہت کافی تھی نہایت عمدہ اثر ہوا۔

آخر وقت کے اجلاس میں جناب چودہری ظفراللہ خانصاحب بیرسٹرایٹ لاء نے اسلام اور عیسائیت کے طریق نجات پر ڈہائی گھنٹہ تقریر کی آپ کی تقریر نہایت جامع تھی بہت شوق اور ذوق و اطمینان کے ساتھ لوگ بیرسٹر صاحب کی تقریر کو سنتے رہے۔ قریب شام کے جلسہ برخاست ہوا۔ جناب میر محمد اسحاق نے یہ کہتے ہوئے جلسہ برخاست کیا کہ عیسائی نجات کا ذریعہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ کہ مسیح نے صلیب پر جان دی۔ اور گناہوں کا کفارہ ہوگیا۔ اس وقت حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے آکر ہر طرح ثابت کر دیا۔ کہ یہ تاریخی واقعہ ہی غلط ہے مسیح نے صلیب پر جان نہیں دی بلکہ زندہ اتر آئے۔ اور آسمان پر نہیں گئے۔ بلکہ کشمیر میں آکر وفات پائی۔ پس کفارہ ہی نہ رہا۔ اور عیسائیت کا طریق نجات غلط ثابت ہوگیا۔ اس لئے اب دوسرے مذہب کا مطالعہ کیا جائے۔ جس مذہب کی تعلیم کامل ہو اسے نجات کا ذریعہ بنایا جائے۔

شب کے اجلاس میں مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر فاضل میر محمد اسحاق صاحب نے تقریر کی نہایت زبردست استدلال سے حضرت مسیح موعود کی صداقت کو ایسے رنگ میں ثابت کیا

کہ ایک منصف مزاج انسان کو سوا ماننے کے کوئی چارہ نہیں ہوسکتا ہے ؛

سامعین پوری دلچسپی کے ساتھ آپ کی تقریر کو سن رہے تھے اور متاثر ہو رہے تھے۔ جلسہ برخواست ہوا اور اعلان کیا گیا کہ کل بعد نماز شب کے وقت ایک اجلاس ہوگا جس میں حضرت فاضل میر محمد اسحاق صاحب ان باتوں پر روشنی ڈالیں گے جن کو کہ پیامی لوگ عوام کو دھوکا دینے کے لئے پیش کیا کرتے ہیں جیسا کہ جناب خواجہ صاحب کی تقریر میں آپ لوگوں نے بھی سنا ہوگا ؛

۲۷ کی شب کا جلسہ ۔حضرت فاضل میر محمد اسحاق صاحب نے کھڑے ہو کر سب کو کہا کہ آج کا جلسہ جیسا کہ کہا گیا تھا اسی غرض کے لئے منعقد ہوا ہے کہ تاکہ آپ لوگ معلوم کر لیں کہ ہم لوگ حضرت مرزا صاحب کی تعلیم کے خلاف چل رہے ہیں یا پیامی لوگ خواجہ صاحب یا مولوی محمد علی صاحب وغیرہ کے نزدیک بھی حضرت مرزا صاحب حکم اور عدل ہیں۔ ان کا فیصلہ اور ان کا حکم ہم دونوں کے لئے قطعی ہوگا۔

اب میں آپ لوگوں کے سامنے ان مختلف باتوں کو رکھکر حضرت مرزا صاحب کے اقوال سے فیصلہ کرتا ہوں۔ آپ لوگ بھی دیکھینگے کہ مرزا صاحب کے اقوال کس کی تائید کرتے ہیں اور کس کی تردید۔ پھر میر صاحب نے مسئلہ نبوت کو لیا اور کھلے کھلے الفاظ میں دکھایا۔ کہ مرزا صاحب کا صریح دعویٰ نبوت اور رسالت ہے ؛

پھر حضرت مرزا صاحب ہی کے الفاظ میں نبوت کی تعریف دکھالی۔ اور پھر حضرت مرزا صاحب ہی کے اقوال سے اسے حضرت مرزا صاحب پر چسپاں کیا۔ پھر وہ شبہات جو پیامی لوگ پیش کیا کرتے ہیں۔ اس کا ازالہ ایسا کیا کہ کچھ باقی نہ رہنے دیا۔ پھر کفر و اسلام کی حقیقت کھولدی سامعین میں سے بہت سے حضرات حضرت میر صاحب کی اس تقریر کو مع حوالہ کتب وغیرہ نوٹ کرتے رہے۔ خواجہ صاحب نے اپنے لیکچر میں یہ بھی کہا تھا۔ کہ ایک لونڈے کی بیعت کر لی گئی اسکا مکمل جواب دا آتیناہ الحکم جیسا اور حضرت خلیفہ اول کی تقریر ان اور صدر انجمن کی پریذیڈنٹ اور صلوات جمعہ میں امام بنانے سے دیا ؛

اور دعا کے ساتھ جلسہ برخواست ہوا ؛

رپورٹ جلسہ ملتان

پہلے روز ۲۱ مارچ ۱۹۱۶ء بروز منگل مار حکیم خلیل احمد

صاحب کا وعظ تھا جس میں انہوں نے بیان کیا۔ کہ سچے واعظ کون ہیں۔ اور ان کا کیا کام ہے۔ اور دنیا ان کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے۔ پھر حضرت امام علیہ الصلوۃ والسلام کو اس زمانہ کا سچا واعظ ثابت کیا۔ جیسا کہ نبی کریم صلعم حضرت نوح علیہ السلام و حضرت ابراہیم علیہ السلام غرض کہ سب انبیاء سچے واعظ تھے۔ اور قرآن مجید بتلاتا ہے کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔ اور نتیجہ کیا ہوا۔ اسی طرح اس وقت قادیان شریف میں خدا تعالیٰ نے سچا واعظ بھیجا جبکہ دنیا خدا تعالیٰ کو چھوڑ چکی تھی۔ اور اپنی خواہشات کے پیچھے بھٹک رہی تھی۔ اور اس کے رسول پاک کی ہتک کی جارہی تھی۔ چونکہ جلسہ کے پریذیڈنٹ سید محمد لطیف صاحب تھے۔ انہوں نے بہت عمدہ طرح ریویو کیا اس کے بعد حضرت مفتی صاحب نے صداقت اسلام پر دلائل بیان کئے۔ ان کی شیریں کلام نے بہت بڑا اثر کیا اس کے بعد جلسہ خیر و خوبی سے برخواست ہوا۔ دوسرے دن کا اجلاس صبح ۹ بجے سے لیکر ۱۲ بجے تک تھا۔ اس میں مولوی محمد اختر صاحب کا وعظ تھا۔ وہ حاضر نہ ہوسکے۔ اس واسطے مولوی نذیر احمد صاحب جن کو ڈیرہ غازیخان سے جناب مفتی صاحب اپنے ساتھ لائے تھے۔ انہوں نے قرآن مجید کی چند آیتیں تلاوت کیں۔ اور ان پر وعظ کیا بیان کیا۔ کہ حق کو ہرگز نہیں چھپانا چاہیئے۔ اس کے بعد سید محمد لطیف صاحب کا مضمون تھا۔ انہوں نے قرآن مجید کی پہلی سورۃ فاتحہ شریف پڑھی اور اس کی تفسیر کی۔ جس میں انہوں نے بیان کیا۔ کہ احمدی قوم کے کیا فرائض ہیں سب سے پہلا فرض جس کے لئے خدا تعالیٰ نے ایک مامور کی معرفت اس جماعت کو اکٹھا کیا۔ وہ یہ ہے کہ اس وقت دنیا میں خدا کی سچی تعریف کرنیوالی کوئی قوم نہیں تھی تمام قومیں اپنی خواہشات نفسانی میں سرگرداں تھیں۔ خدا کی ذات نے ایک قوم کو بنایا۔ تاکہ وہ سچے دل سے خدا کی تعریف کریں۔ کیونکہ وہی تعریف کے لائق ہے۔ اس کے بعد حکیم خلیل احمد صاحب کا لیکچر وفات مسیح پر تھا انہوں نے ہر طرح عقلی و نقلی دلائل سے واضح طور پر بیان کیا جس کا اثر لوگوں پر بہت ہوا۔ اور لوگ لیکچر کے بعد اس بات کے خواہاں تھے۔ کہ حکیم صاحب کچھ اور بیان کریں۔ حکیم صاحب کی تقریر نہایت موثر تھی۔ اس کے بعد دوسرے دن ۲۳ مارچ ۱۹۱۶ء حضرت مفتی صاحب کا لیکچر عیسائیت پر تھا۔ اس قدر پر لطف بیان تھا۔ کہ ہندو مسلمان دونوں اس سے مزا لے رہے تھے پھر آپنے کچھ واقعات سابقہ مباحثات کے بیان کئے۔ اس کے بعد سید محمد لطیف صاحب کا مضمون تھا۔ صداقت مسیح موعود پر۔ وہ وقت بھی جناب مفتی صاحب کو دیا گیا۔ انہوں نے حضرت صاحب صلعم کے چند معجزات بیان کئے۔ اور اس میں بیان فرمایا۔ کہ صوفیا نے لکھا ہے کہ مومن پکا مومن اس وقت ہوتا ہے۔ جب شیطان اس سے بکلی ناامید ہو جائے شیطان ناامید ہوئے ہیں۔ تو احمدیوں سے ہوئے ہیں۔ دوسرے مسلمانوں کو تو وہ اپنا شعار سمجھتے ہیں۔ اس واسطے معلوم ہوا کہ مومن اگر ہیں۔ تو وہ احمدی ہیں۔ اردگرد کے احمدی بھی آئے ہوئے تھے۔ خدا تعالیٰ انکو اجر عظیم عطا فرمائے ؛

احقر الٰہی بخش احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ ملتان بیرون پاک دروازہ محلہ بھٹی سرائے ۲۶ مارچ ۱۹۱۶ء ؛

تبلیغ احمدیت شالامار میں

بفضل تعالیٰ امسال شالا باغ میں ہمارے کئی لیکچر ہوئے۔ مولوی عبد اللہ صاحب چینی ۲۵ مارچ کو یہاں پہنچ گئے ہفتہ کو شامیانہ باغ میں نصب کر دیا گیا۔ میاں محمد سعید صاحب سعدی نے اس موقع کے لئے ایک خاص ٹریکٹ رات رات میں ہی لکھا۔ ۲۴ کی شب کو انہوں نے لکھا ۲۵ کو چھپ گیا اس کے علاوہ بہت سے پرانے ہینڈبل چھپے ہوئے تھے۔ وہ سب وہاں بیچا کر خوب تقسیم کئے گئے ؛

اتوار کو پہلے مولوی عبد اللہ صاحب نے وعظ شروع کیا حسن اتفاق سے اس وقت بارش شروع ہوگئی۔ اس لئے لوگ ہمارے خیمہ میں بہت آگئے۔ اس وقت ہمارے پاس بڑا شامیانہ ہوتا۔ تو وہ بھی بھر جاتا۔ لوگ با اطمینان وعظ سنتے رہے۔ چند عیسائی بھی آئے۔ وعظ گھنٹہ تین گھنٹہ ہوتا رہا۔ اس سے پہلے بابو غلام رسول صاحب نے درثمین میں سے نظم بھی سنائی۔ کچھ وقفہ کے بعد سید دلاور شاہ صاحب نے وفات مسیح پر لیکچر دیا۔ نماز ظہر کے بعد مجمع خاصہ ہوگیا۔ بعد ازاں مولوی عبد اللہ صاحب نے خاص احمدیت پر خوب لیکچر دیا۔